© rasailojaraid.com

چاند کی تسخیر قرآن کی نظر میں
چند آفاقی دلائل کا جائزہ
(۴)

مولوی محمد شہاب الدین صاحب ندوی بنگلوری۔ اسلامیہ لائبریری چک باناور۔ بنگلور نارتھ

چنانچہ پچھلے صفحات میں اس حقیقت پر روشنی پڑ چکی ہے کہ چاند چاروں طرف سے برابر گھٹتا جا رہا ہے۔ اور جب اس کے شگافوں کی گہرائی ایک ہزار میل تک پہونچ جائے گی تو وہ پوری طرح کٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ مگر اب دوسری حیثیت سے غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ ان شگافوں کی گہرائی ایک ہزار میل تک پہونچنے سے پہلے ہی وہ پھٹ سکتا ہے۔ کیونکہ ہماری زمین کی طرح خود چاند کے بطن میں بھی آتش فشانی لاوا کھول رہا ہے جیسا کہ چاند پر بہت سے آتش فشانی دہانوں کے وجود سے پتہ چلتا ہے۔ اب اندرونی دباؤ یا کسی بیرونی حادثے کی بنا پر ایک ایسا زبردست دھماکہ پیدا ہو جائے گا کہ اس کے بیرونی شگافوں کو یہ فاصلہ (ایک ہزار میل) طے کر لینے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ چاند کا سارا کا سارا مادہ تتر بتر ہو کر زمین سے ٹکرا جائے گا۔ کیونکہ زمین اپنی طاقتور کشش کے ذریعہ چاند کے ان بکھرے ہوئے ٹکڑوں کو نہایت آسانی کے ساتھ کھینچ لے گی۔ جس کے نتیجے میں ہمارا کرۂ ارض بھی ایک زبردست بھونچال سے دوچار ہو جائے گا، اور تمام مخلوقات فنا ہو جائیں گی۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ روئے زمین پر جو کوئی ہے فنا ہونے والا ہے۔ صرف تیرے رب کی ذات باقی رہ جائے گی جو صاحب عظمت و اکرام ہے (رحمٰن: ۲۶-۲۷)

عالمگیر قانون تجاذب اور اس کی کارفرمائی

مذکورہ بالا توجیہ کے مطابق ایک سیارے کے دھماکے کا اثر اپنے پڑوسی سیاروں پر ضرور پڑے گا کیونکہ تمام ستارے و سیارے ایک باہمی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کشش یا عالمگیر قانون تجاذب (UNIVERSAL LAW OF GRAVITATION) کے تحت ایک دوسرے کو جکڑے ہوئے ہیں، جو حسبِ ذیل آیاتِ قرآنی کی تصدیق و تائید ہے:

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ۔ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ۔

اور اُس نے آسمان کو اونچا کیا اور اس میں میزان رکھدی۔ (اور تمام اجرام سماوی کو حکم دیا کہ) کوئی (اپنی) میزان سے آگے نہ بڑھے (رحمٰن: ۷-۸)

اور اس میزان کی توضیح دوسرے مقامات پر اس طرح فرمائی:

وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ۔

(اور کیا تو نے نظارہ نہیں کیا کہ) اللہ آسمان (اور اس کے اجرام) کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے، جو صرف اُسی کے حکم سے قائم رہ سکتے ہیں؛ یقیناً اللہ لوگوں پر بڑا شفیق و مہربان ہے (حج: ۶۵)

إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا، وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا۔

یقیناً اللہ زمین اور آسمانوں (آسمانی سیاروں) کو (اپنی مقررہ جگہوں یا مداروں سے) ہٹنے سے روکے ہوئے ہے۔ اگر وہ (اپنے مقام سے) ہٹ جائیں تو اللہ کے سوا انہیں کوئی روک نہیں سکتا۔ بلاشبہ وہ بڑا بردبار اور صاحب مغفرت ہے (فاطر: ۴۱)

یہ آسمانی میزان — جس کو آپ چاہیں تو عالمگیر قانون تجاذب بھی کہہ سکتے ہیں — اتنی عظیم الشان اہمیت والی چیز ہے کہ اس کو ایک موقع پر اللہ تعالےٰ کے وجود کی نہایت روشن اور جلی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے:-

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ۔

اور اُس کے نشانہائے وجود و قدرت میں سے ہے یہ بات کہ ارض و سما اس کے حکم سے قائم ہیں۔ (روم: ۲۵)

چنانچہ اگر خدا کا وجود نہ ہوتا تو یہ تمام ستارے و سیارے اور کل کہکشائیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(GALAXIES) ایک دوسرے سے ٹکرا کر کبھی کے فنا ہو جاتے اور لا قانونیت کا دور دورہ ہو جاتا اور دوسری حیثیت سے ان کا ایک نفیس و بے داغ ضابطے کے تحت رواں دواں ہونا بھی ممکن نہ ہوتا۔ غرض ان تمام اجرام فلکی کے معین و مقررہ اور بالکل لگے بندھے اصول و ضوابط وجود باری کی قطعی و فیصلہ کن اور نہایت شاندار دلیل ہیں اور ربوبیت کے تقاضے کے تحت جب ان اجرام سماوی کا "مقررہ وقت" (الساعۃ جس کی توضیح دوسرے مقامات پر "اجل مسمّی" سے کی گئی ہے) قریب آجائے گا تو یہ میزان — یا قانون تجاذب — اٹھا لیا جائے گا۔ جس کے باعث تمام اجرام سماوی آپس میں ٹکرا کر ختم ہو جائیں گے۔ اور یہ "زوالِ میزان" مجرد امر الٰہی کے باعث بھی ہو سکتا ہے یا مختلف سیاروں کے دھماکوں کے باعث قانون فطرت (LAW OF NATURE) یا سلسلۂ اسباب و علل کے روپ میں بھی۔ بہر حال حسب ذیل آیات میں ان کائناتی دھماکوں کے اشارے ملتے ہیں

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً۔	پس جب صور یکبارگی پھونک دیا جائے گا۔ اور زمین اور پہاڑ اٹھا لیے جائیں گے پھر ان کو ایک زبردست ٹکنی دی جائے گی (حاقہ : ۱۳-۱۴)
كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا۔	یقیناً جب زمین توڑ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی۔ (فجر : ۲۱)
يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا۔	جس دن کہ زمین اور پہاڑ جھنجوڑ دیے جائیں گے اور پہاڑ ریگ رواں کی مانند بن جائیں گے۔ (مزمل : ۱۴)
وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ۔	اور زمین شاہد ہے جو پھٹنے والی ہے۔ (طارق : ۱۲)
إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا۔	جب زمین پوری جھنجوڑ دی جائے گی۔ اور وہ اپنا سارا بوجھ نکال باہر کر دے گی (زلزال : ۱-۲)

مذکورہ بالا آیات سے ایک بین السیاراتی ٹکراؤ کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے۔ اور ہمارے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چاند کی داستانِ انتشار سے صاف نظر آتا ہے کہ اولین طور پر ہماری زمین سے ٹکرانے والا سیارہ چاند ہی ہوگا۔ اور آخری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا ٹکراؤ کے نتیجے میں لازمی طور پر زمین میں بھی ایک سخت بھونچال آجائے گا اور اس کے بطن میں مدفون شدہ تمام اشیاء اور سارا لاوا اُبل پڑے گا۔ اور زمین کا یہ بھونچال ایک ثانوی دھماکہ ہوگا جو اولین دھماکے (زمین اور چاند کے ٹکراؤ) کے نتیجے میں ظاہر ہوگا۔ اسی لیے اس کی تعبیر "زلزالها" (اس کا اپنا دھماکہ) کے الفاظ سے کی گئی ہے۔

نظامِ کائنات اور قیامت

حاصل یہ کہ انشقاق قمر آج پوری نوع انسانی کو ایک ایسی چونکا دینے والی کہانی سنا رہا ہے جو ایک ایٹم بم کے دھماکے سے کسی طرح کم نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کا ڈراپ سین بالکل قریب آگیا ہے۔ اب پتہ نہیں کہ مستقبل میں کس وقت کیا ہو جائے؛ یعنی اب ایک غیر یقینی صورتحال پیدا ہو گئی ہے جس سے پورا عالم انسانی دوچار ہونے والا ہے۔ اس لحاظ سے یہ قرآنی دعویٰ بڑا ہی حقیقت افروز اور چونکا دینے والا ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ قیامت قریب آگئی (کیونکہ) چاند پھٹ گیا۔

یہ ایک سائنٹفک اور یقین آفریں بیان ہے۔ کیونکہ اس موقع پر "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ" کو ایک دعویٰ اور "وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" کو ایک دلیل کے روپ میں پیش کیا گیا ہے؛ یعنی چاند کا شق ہو جانا قرب قیامت کی قطعی وفیصلہ کن اور بڑی زبردست دلیل ہے۔ جس کا انکار آج ایک کٹر منکر اور مادہ پرست بھی نہیں کرسکتا۔

وہ زمانہ لد گیا جبکہ لوگ انبیائے کرام کی باتوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے، قیامت کو ایک ڈھکوسلہ یا کسی مجذوب کی بڑ قرار دیا کرتے تھے حتیٰ کہ علمی ہو عقلی دلائل کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ مگر اب ان آفاقی دلائل کو جو عین الیقین اور حق الیقین بن چکے ہیں، جھٹلا دینا کسی بھی طرح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ممکن نہیں۔ کیونکہ اس کارخانۂ فطرت کا اختتام خود قانون فطرت (LAW OF NATURE) کے روپ میں بالکل یقینی نظر آرہا ہے۔ اور اسی سلسلے میں مزید آفاقی و انفسی دلائل مثلاً آفتاب کی شہادت[1]، قانون حرارت کی شہادت[2] تابکاری کی شہادت[3] اور فطرت انسانی یا نفس ناطقہ کی شہادت (وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ) وغیرہ سے واقفیت کے لیے ملاحظہ ہو میری کتاب "قرآن اور سائنس"۔ گویا کہ خلاقِ فطرت نے تمام اوراق فطرت پر وقوع قیامت اور قرب قیامت کی خبر حیرت ناک حد تک نہایت واضح و روشن الفاظ میں نقش کردی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کائنات اور مظاہر کائنات میں غور و فکر کرنے کے لیے قرآن مجید میں جگہ جگہ زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے توحید و رسالت کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ معاد کا اثبات بھی مقصود ہے۔ اور نظام کائنات میں قیامت اور قرب قیامت کی جھلکیاں صاف صاف نظر آجاتی ہیں۔ اسی حقیقت کو حسب ذیل عظیم آیات میں بے نقاب کیا گیا ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ	زمین اور آسمانوں کی تخلیق اور رات دن کے ہیر پھیر میں ارباب
الْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ	عقل و دانش کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں موجود ہیں ان
وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي	لوگوں کے لیے جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے (ہر حالت میں) اللہ
الْأَلْبَابِ۔ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ	کو یاد کرتے اور زمین و آسمانوں کی آفرینش میں سوچ بچار
اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى	کرتے رہتے ہیں (اور حاصل تحقیق کے طور پر بے اختیار

---

[1] بمطابق إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ[2] وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا کے مطابق، جس کی ایک مشکل حرکیات حرارت کا دوسرا اصول (SECOND LAW OF THERMODYNAMETS) ہوسکتی ہے۔

[3] یعنی (RADIO ACTIVITY) جس کو "إِنِّي لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ" کے عظیم و ہمہ گیر ابراہیمی کلیہ کے مطابق "أفول مادہ" بھی کہہ سکتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اُن کی زبانوں سے نکل جاتا ہے کہ) اے ہمارے رب! تو نے یہ سارا سلسلۂ تخلیق بیکار (بلا مقصد) نہیں پیدا کیا ہے، تو یقیناً پاک ہے (ان سب خرافات سے) لہٰذا تو ہم کو آگ کے عذاب سے بچالے (جو ہم کو نظامِ کائنات میں غور و فکر کے باعث بالکل یقینی معلوم ہو رہا ہے۔

(آل عمران: ۱۹۰ - ۱۹۱)

چنانچہ قیامت کی اس اٹل صداقت کو جھٹلانے والی کوئی چیز کائنات میں موجود نہیں ہے۔ جیساکہ فرمایا: لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ (واقعہ: ۲)

خدا ہی کاشف الاسرار ہے

حقیقت یہ ہے کہ خداوند جل وعلا نے ایک حکیمانہ اسکیم کے مطابق کائنات کی تخلیق کی پھر نظامِ کائنات کے تمام بنیادی اصولوں یا رازہائے فطرت کا بیان اپنی عظیم و لافانی کتاب میں درج کر دیا۔ پھر انسان کو نظامِ کائنات اور خود قرآن مجید کے مضامین میں فکر و نظر کی دعوت دی۔ اب ان دونوں کے ملاحظے اور تطبیق سے ایک ایک کرکے کائنات کے تمام رازہائے سربستہ کھل جاتے ہیں اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ کے مصداق علم الٰہی کی ازلی و آفاقی تجلیوں سے دنیا کا گوشہ گوشہ منور ہو جاتا ہے اور انوارِ الٰہیہ کے پرتو سے پوری کائنات جگمگا اٹھتی ہے۔ غرض حسب ذیل آیات کے مطابق کائنات کے اسرارِ سربستہ کو بے نقاب کرنا بھی خدا نے اپنا ذمہ قرار دیا ہے:

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔

اور زمین و آسمان کا کوئی پوشیدہ راز ایسا نہیں ہے جو (اس) کھلی کتاب میں موجود نہ ہو (نمل: ۷۵)

قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ۔

کہہ دو کہ اس کتاب کو اس نے اتارا ہے جو زمین اور آسمانوں کے (تمام) بھیدوں کو جانتا ہے۔

(فرقان: ۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔

کیا یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں سرِ نیاز نہ جھکائیں گے جو زمین و آسمانوں کی پوشیدہ چیز کو ظاہر کر دیتا ہے؛ (نمل: ۲۵)

ان آیات میں غَائِبَۃ، یسرّ اور خبءٌ تقریباً ہم معنی الفاظ ہیں اور تینوں کا مفہوم ہے پوشیدہ چیز یا سربستہ راز۔ لفظ غائبہ مبالغہ کا صیغہ ہے، یعنی بہت زیادہ پوشیدہ چیز۔

ان آیات کا منشا و مقصد صاف ظاہر ہے۔ اب چونکہ چاند اور دیگر اجرام فلکی کے مذکورہ بالا راز ہائے دروں بھی آج محض کتاب اللہ کے باعث منکشف ہو رہے ہیں گویا کہ خود اللہ تعالیٰ ہی ان اسرار کی گرہ کشائی کر رہا ہے۔ یہ بڑی عجیب و غریب حکمت ہے کہ جب علم انسانی سائنس کی ترقی کے باعث کسی نئی منزل میں داخل ہوتا ہے تو فوراً کتاب الٰہی میں مرقوم شدہ ربانی انکشافات دلائل آفاق کا روپ دھار کر جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں مزید ثبوت یہ ہے کہ سورۂ قمر کی ابتدا (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ) سے پہلے سورۂ نجم کی آخری آیات میں اس ابدی حقیقت پر سے پردہ پوری طرح اٹھا دیا گیا ہے۔ اور اس ملاحظہ سے ان دونوں سورتوں کا باہمی ربط بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے:

ھٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی ۔ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۔ لَیْسَ لَھَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَاشِفَةٌ ۔ اَفَمِنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ۔ وَتَضْحَکُوْنَ وَلَا تَبْکُوْنَ ۔

یہ (جدید آفاقی نشان) بھی ایک دھمکی ہے اگلی دھمکیوں میں سے۔ قریب آنے والی چیز آ پہونچی[1] اس کی سربستہ حقیقت کھولنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ کیا تم اس کلام پر تعجب کرتے ہو؟ اور روتے نہیں بلکہ ہنستے ہو؟ (حالانکہ انشقاق قمر ایک داستان عبرت ہے) اور تمہارا حال یہ ہے کہ تم (غافل و بدمست ہو کر) گا بجا رہے ہو[2] بس

---

[1] "ازفت" "ازف" سے ہے، جس کے اصل معنی تنگی وقت کے ہیں، یعنی بالکل قریب آ جانا۔

[2] "سامدون" کے معنی ہیں: کھیل کود کرنے والے، غافل، تکبر سے سر اٹھانے والے اور تحیر زدہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَاَنۡتُمۡ سَامِدُوۡنَ۔ (تم میں انفعال و عبرت پذیری کی کوئی رمق بھی باقی ہے تو

فَاسۡجُدُوۡا لِلّٰہِ وَاعۡبُدُوۡا بس) خدا کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ اور اس کی عبادت میں

لگ جاؤ۔ (نجم: ۵٦ - ٦٢)

آیاتِ بالا میں "لَیۡسَ لَہَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ کَاشِفَۃٌ" ٹھیک حسب ذیل آیات کی تفسیر ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ وقت موعود کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

لَا یُجَلِّیۡہَا لِوَقۡتِہَاۤ اِلَّا ہُوَ: قیامت کے وقت کو کھولنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے،

سورۂ قمر کا موضوع اور خدائی منصوبہ

سورۂ نجم کی مذکورہ بالا آیات بڑے حکیمانہ ربط و تناسب کے ساتھ ونج ہیں، اور حالات حاضرہ اور اس کے نفسیاتی پس منظر کی بڑی اچھی تصویر کشی کر رہی ہیں۔ غرض شق القمر ایک عظیم سبق اور ناقابل فراموش عبرت ہے جو آج ایک بانگِ درا یا ربانی تازیانے کا روپ دھار کر خفتہ اور سوئے ہوئے انسانوں کو جھنجوڑ رہا ہے۔

اس لحاظ سے موجودہ خدا بیزار اور آخرت فراموش معاشرۂ انسانی کے لیے سورۂ قمر میں عبرت و بصیرت کا تمام سامان جمع کر دیا گیا ہے۔ جس میں سب سے پہلے انشقاق قمر اور قرب

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ)

وغیرہ۔ اور یہ تمام معنی موجودہ عام انسانی معاشرہ پر پوری طرح صادق آتے ہیں۔ مگر ائمہ لغت نے اس موقع پر خصوصیت کے ساتھ تصریح کی ہے کہ حمیری اور یمانی لغت میں سامدون گانے والوں کو کہتے ہیں۔ اور بخاری شریف میں بھی عکرمہ سے یہی معنی مروی ہیں۔ (ملاحظہ ہو لغات القرآن۔ مطبوعہ ندوۃ المصنفین)۔

اس لحاظ سے سامدون کے ذریعہ خصوصیت کے ساتھ موجودہ عالم انسانی کی بڑی اچھی تصویر کشی کی گئی ہے، جو آج عالمگیر حیثیت سے گانے بجانے میں مشغول و منہمک ہے۔ چنانچہ آج کی آرٹ نوازی، کلچرل پروگرام، قسم ہا قسم کے کلب اور انجمنیں اور سب سے بڑھ کر ریڈیو اور ٹرانزسٹروں کی عالمگیر وبا ہر جگہ پھیل گئی ہے۔ یہ ہے لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ کِتٰبًا فِیۡہِ ذِکۡرُکُمۡ کا حیرت انگیز نظارہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قیامت کا ذکر کرنے کے بعد منکرین و معاندین کی ہٹ دھرمی و عناد کا تذکرہ فرمایا۔ پھر گزشتہ مغرور و سرکش اقوامِ عالم کی تباہی و بربادی کے واقعات اور ان کے اسباب بڑے مؤثر اور سبق آموز انداز میں بیان کر کے مشرکین مکہ کو ڈرایا گیا۔ پھر سنتِ الٰہی (منکرین کو دنیا میں عبرت ناک سزا دینے کا ازلی قانون خداوندی) کی تفصیل بیان کر کے مشرکین مکہ اور ان کے واسطے سے عصر حاضر کے منکرین و معاندین کو ایک زبردست تنبیہہ اور وارننگ دی گئی۔ اور اس آیت کو بار بار دہرایا:

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ۔ اور ہم نے قرآن کو سبق آوری کے لیے آسان کر دیا ہے پس ہے کوئی سبق حاصل کرنے والا؟

چونکہ سورۂ قمر کا موضوع انشقاق قمر کی بنا پر "قربِ قیامت" ہے اس بنا پر پوری سورت کو "القمر" کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ اب مذکورہ بالا آیت کے مطابق اولین سبق آوری یا عبرت پذیری حالات قمر سے ہو گی اور ثانوی طور پر گزشتہ اقوامِ عالم کے دردناک انجام سے۔ اور ان دونوں پہلوؤں سے اسباق و بصائر کا ایک دفتر ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس لحاظ سے یہ پوری سورت نظم کلام اور ربانی حکمت و دانش کا ایک لاجواب نمونہ ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ؟

پھر آخر میں بتایا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے تمام مظاہر کائنات کو ایک خاص اسکیم کے مطابق پیدا کیا ہے اور انسانوں کے تمام اعمال یا ان کے کُل حرکات و سکنات کا ایک باقاعدہ ریکارڈ تیار کیا جا رہا ہے۔ جس کے مطابق قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا:

اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۔ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ کَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ۔ وَلَقَدْ اَهْلَکْنَآ اَشْیَاعَکُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ۔ وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ۔ وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّ

ہم نے ہر چیز ایک مقررہ منصوبے کے مطابق پیدا کی ہے۔ اور ہمارا حکم صرف ایک بات ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا اور ہم نے تم جیسے بہتیروں کو ہلاک کر ڈالا ہے، پس ہے کوئی سبق حاصل کرنے والا؟ اور انھوں نے جو کچھ کیا ہے سب اُن کے نامۂ اعمال میں درج ہے۔ اور ہر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ۔ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔

چھوٹی بڑی چیز لکھی جارہی ہے جس کے مطابق، اللہ سے ڈرنے والے جنتوں اور نہروں میں ہوں گے۔ اور ان کو صاحب اقتدار بادشاہ کے پاس معزز مقام ملیگا

(قمر: ۴۹ ۔ ۵۵)

راکٹوں کی کہانی یا قیامت نامۂ جدید

ان آیات پر سورۂ قمر کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد سورۂ رحمن کا آغاز ہوتا ہے، جس میں صاف صاف راکٹ سازی اور زمین کے حدود کشش سے باہر نکل جانے یا دوسرے لفظوں میں زمین چھوڑ کر دیگر سیاروں پر پہونچ جانے کا تذکرہ موجود ہے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔

اے گروہ جن وانس! اگر تم کو زمین اور آسمانوں کے کناروں سے نکل جانے کی قوت ہو تو نکل جاؤ۔ مگر تم بغیر ایک (زبردست) زور آزمائی کے نکل نہ سکوگے۔

(رحمن: ۳۳)

اس آیت کی تفسیر اگلے صفحات میں مذکور ہے۔ پھر سورۂ رحمن کے بعد سورۂ واقعہ ہے جس میں کائنات کے اختتام اور نوع انسانی کے انجام کی داستان نہایت صراحت کے ساتھ اور سائنٹفک انداز میں مذکور ہے:

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ۔ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا۔ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا۔ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا۔ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا

جب برپا ہونے والی چیز برپا ہوجائے گی۔ جس کے وقوع کو جھٹلانے والی کوئی چیز (اس عالم آب وگل میں) موجود نہیں ہے ۔۔ وہ کسی کو پست کرے گی تو کسی کو بلند (اپنے اپنے اعمال کے باعث) جبکہ زمین پوری طرح لرزادی جائے گی اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کردئے جائیں گے، تو وہ اڑتے ہوئے غبار کی طرح ہوجائیں گے۔ اور تم تین جماعتوں میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثُلَّاثَۃً O تقسیم ہو جاؤ گے (واقعہ: ۱-۷)

پھر اس کے بعد مذکورہ بالا تین قسم کی جماعتوں کی تفصیل ہے۔ یعنی دو جنتی (ایک فسٹ کلاس اور دوسری تھرڈ کلاس) اور ایک دوزخی۔

بہرحال ان چاروں سورتوں کے باہمی ربط و تعلق پر آفاقی نقطۂ نظر سے خاصی روشنی پڑ جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی تمام سورتیں ایک حکیمانہ اور منطقی ربط کے ساتھ مرتب کی گئی ہیں۔ اس سے فرقۂ شیعہ کے اس بے بنیاد عقیدہ کی لغویت ظاہر ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید میں کافی ردّ و بدل کر ڈالا ہے، اور بہت سی باتیں سرے سے غائب کر دی ہیں[1]۔

پھر سورۂ نجم کا تعلق ان سورتوں سے اس لحاظ سے بھی اہم اور قابل توجہ ہے کہ اس میں اس ناقابل فراموش حقیقت پر سے پردہ اٹھا دیا گیا ہے کہ اس کائنات میں سب سے پہلا خلائی انسان ایک نہایت محبوب و برگزیدہ بندہ (علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات) ہوا ہے جس نے معراج کے موقع پر اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں (لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی) اور سب سے پہلے پوری کائنات اور اس کے عجائبات کی سیر و مشاہدہ

---

[1] اس موضوع پر تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ ہو میری کتاب "قرآن مجید اور سائنس" جس میں نظامِ کائنات کے تمام رازہائے سربستہ کا قرآن عظیم کی روشنی میں جائزہ لے کر اس گمراہ کن عقیدے کی دھجیاں اڑانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو صحیح معنی میں حسب ذیل دو آیات کا کرشمہ ہے:

وَمَا مِنْ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ زمین و آسمان کا کوئی سربستہ راز ایسا نہیں ہے جو اس روشن کتاب میں موجود نہ ہو۔ (نمل: ۷۵)

سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ۔ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ۔ (حٰمٓ سجدہ: ۵۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرکے سدرۃ المنتہیٰ پر پہونچ گیا، جس سے اونچا کوئی مقام انسانی تصور میں موجود نہیں ہے۔ اس کائنات میں کسی بھی انسان کو اتنا بڑا مرتبہ و اعزاز نہ کبھی ماضی میں حاصل ہوسکا ہے اور نہ مستقبل میں کبھی حاصل ہوسکے گا۔

غرض آفاقی نقطہ نظر سے ان چاروں سورتوں کی تفسیر اور ان کے باہمی ربط و تعلق کے بیان کے لیے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ مگر اتنا تو بہرحال صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ موجودہ خلائی پروازوں کا وقوع قیامت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو میری کتاب "راکٹوں کی کہانی قرآن کی زبانی" (یا قیامت نامۂ جدید) جس میں اس موضوع پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ هٰذَا بَصَآئِر۔

چاند ایک عظیم شاہد

خلاصہ بحث یہ کہ "وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ" (دن رات اور آفتاب و ماہتاب اس کے نشانہائے قدرت میں سے ہیں) کے مطابق چاند خدا کے وجود، اس کی وحدت و یکتائی، قدرت و ربوبیت اور حکمت و مصلحت کے علاوہ قیامت اور قرب قیامت کی صحت و صداقت کا بھی ایک زبردست آفاقی نشان اور قطعی و فیصلہ کن ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے موقع پر ایک دلنشین پیرایہ میں جہنم کے ثبوت کے لیے چاند کو بطور ثبوت پیش کیا گیا ہے:

كَلَّا وَالْقَمَرِ۔ وَالَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ۔ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ۔ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ۔ نَذِيرًا لِلْبَشَرِ۔ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ٥	سچی بات یہ ہے کہ چاند (بھی، شاہد ہے) اور وہ رات (بھی) جب وہ پیچھے ہٹ جائے اور صبح (بھی) جب وہ روشن ہو جائے، کہ جہنم یقیناً بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔ جو نوع انسانی کو ڈرانے والی ہے۔ (لہٰذا اب) تم میں سے جو چاہے (ربانی سرچشمۂ ہدایت کی طرف) بڑھے یا پیچھے ہٹ جائے (اس کا ہر ایک کو اختیار ہے۔ (مدثر: ۳۲۔۳۷)

یعنی چاند کے حالات، اس کا بتدریج گھٹنا بڑھنا، اس کا ظہور و فنا، روشنی و تاریکی اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سب سے بڑھ کر اس کی داستان انتشار، یہ تمام چیزیں قیامت، سزا و جزا اور جنت و دوزخ وغیرہ ہر چیز کی حقانیت کا ثبوت ہے۔

غرض آج کائنات کے گوشے گوشے سے قیامت کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، تمام مظاہر کائنات اپنی زبان حال سے پکار پکار کر روزِ جزا کا اعلان و اعتراف کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں تمام علامتیں ایک ایک کر کے نمایاں ہوتی جا رہی ہیں۔ اب پتہ نہیں کہ مستقبل میں کس وقت کیا ہو جائے؛ کیونکہ قرآن کریم تو صاف صاف پوری صراحت کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ وقت موعود بغیر کسی دستک یا چاپ کے اچانک اور دفعۃً آ جائے گا:

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ۔	پس ان منکرین کو تو صرف اسی بات کا انتظار ہے کہ قیامت ان کے پاس اچانک آ جائے، حالانکہ اس کی (تمام) علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ لہٰذا جب وہ (اچانک) ان کے پاس آ ہی جائے تو (اس کے بعد) انہیں پذیرائی کا موقع) کہاں ملے گا؟ (محمد: ۱۸)
وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ۔ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ۔	اور یقیناً ان کے پاس وہ (تمام) خبریں آ چکی ہیں جن میں ڈانٹ ڈپٹ موجود ہے۔ (یہ تمام) انتہائی حکمت کی باتیں ہیں، مگر (ایسی پر حکمت باتیں) اور ڈراوے بھی (غافل و بدمست لوگوں کو) کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے۔ (قمر: ۴-۵)

غرض یہ ہے حسب ذیل آیت کا ولولہ انگیز اور زبردست ترین آفاقی جلوہ:

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ۔ اَوَلَمْ	ہم عنقریب دکھا دیں گے ان منکرین کو اپنے واضح نشانات ان کے چاروں طرف بھی اور خود ان کی ہستیوں میں بھی کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ تیرا رب ہر چیز سے آگاہ و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔

باخبر ہے؛ (حم سجدہ: ۵۳)

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ، وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی کیا بلحاظ سچائی اور کیا بلحاظ عدل و درستی، اُس کی باتوں (اور وعدوں) کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ اور وہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ (انعام: ۱۱۶)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔

اے لوگو: تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلیل آچکی ہے اور ہم تمہارے پاس ایک نمایاں روشنی (قرآن) بھیج چکے ہیں (نساء: ۱۷۵)

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ۔

یقیناً یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی اور درست ہے (بنی اسرائیل: ۹)

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

اور ہم نے سبق آموزی کے لیے یقیناً اس قرآن کو آسان کر دیا ہے، بس ہے کوئی سبق حاصل کرنے والا؛ (قمر)

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ، فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ۔ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ۔ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جن کو ہم ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ بس اللہ اور اس کی آیات و نشانات کے بعد یہ لوگ آخر کس چیز پر ایمان لائیں گے؛ خرابی ہے ہر اُس شخص کے لیے جو جھوٹ اور گناہ پر کمر باندھ چکا ہو۔ وہ آیات الٰہی کو ـــ جو اُس کو سنائی جاتی ہیں ـــ سنتا ہے مگر اس کے باوجود تکبر ہی پر اڑا رہتا ہے گویا کہ کچھ سنا ہی نہیں تو ہر ایسے شخص کو ایک دردناک عذاب کی خبر دے دو۔

(جاثیہ: ۶-۸)

(باقی)

© rasailojaraid.com